

انجمن زادہ عبد القیوم فاضل دارالعلوم سقانیہ کوثرہ ٹنک
صدر مدرس و مفتی اہلدار الاسلام بکوال

امام اعظم
ابو حنیفہ
اور
علم حدیث

ایک وسیع علمی جائزہ اور مستحکم شواہد

سیدنا امام الائمہ، سراج الامۃ سید الفقہاء محدث کبیر یا فطریہ امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت
کے اوصاف مخصوصہ علم و عمل، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور نہم و فراست کی طرح آپ کی شان محیثیت حدیث
دانی۔ اور حدیث نہیں بھی تمام اہل ایمان میں مسلم اور ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔

تعصب کی بدترین مثال | مگر دنیا میں علمی طور پر تعصب اور تعنت کی اس سے بدترین مثال شاید ہی کوئی
اور ہو کہ بعض ناما قبت اندیش افراد سراج الامۃ امام ابو حنیفہؒ کو صرف محدث ہی نہیں بلکہ اکابرین ملت کے بیان
کے تحت "من ائمتہ الحدیث" اور بعض کے قول کے مناسب "من کبار المجتہدین فی الحدیث" اور بعض
کے نزدیک "من ائمتہ الحدیث والفقہ" اور ان کے اصحاب کے خلاف عرصہ دراز سے متعفن اکاذیب کو بیدید
سانچہ میں ڈال کر خلافتِ واقعہ اور بے بنیاد الزامات قائم کر کے ان کی اشاعت و تبلیغ اور اس مبارک فریضہ منصبی کی
اڑائی کیلئے متحدہ محاذ قائم کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ اس حقیقت کے قطعاً خلاف نہیں کہ ہر شخصیت جس قدر باکمال اور
مقبول عند اللہ ہوتی ہے۔ اسی تناسب سے اس کے حاسدوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔

ابن تین شارح بخاری نے امام ابو حنیفہ پر امام بخاری کے اعتراض کے سلسلہ میں بالکل درست فرمایا ہے کہ
"لا یروى شجرة الا ذو ثمر" خود امام صاحب کی زندگی میں جب حاسدوں کی طرف سے آپ کو کوئی رنج پہنچا تو فرماتے۔

ان یحسدونی ذانی عنیر لا سمہم قباہ من الناس اهل العقل قد حسدوا

فدام لی ولہم ما فی وما بہم ومات اکثرنا غیظاً بما جحدوا

امام ابو حنیفہؒ پر اعتراضات | مخالفین کے جملہ اعتراضات کا مرجع اور خلاصہ تین امور ہیں۔

۱۔ قلت حدیث کا الزام۔ بعض اہل ہوا، کوتاہ بین اور بے بصیرت افراد امام ابو حنیفہؒ سے حسد و بغض و عداوت،

ان کے مدارک علیہ سے بہالت اور ناواقفیت کی بناء پر تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ابوحنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں
۲۔ فقہ اور رائے کی طرف ان کا انساب۔

۳۔ قیاس و رائے کو حدیث پر ترجیح دینا۔

اولاً ہم نہایت اختصار کے ساتھ اعتراضِ اول کی رو سے میں علم حدیث اور فنِ روایت و درایت میں امام اعظم
امام ابوحنیفہ کا رتبہ بلند مقام، آپ کی شانِ محدثیت، حدیثِ دانی اور حدیثِ فہمی، بھٹوس و دلائل اور مستحکم شواہد کے ساتھ
پیش کرتے ہیں۔

ابن حجر مکی کا اعلان | علم حدیث میں امام اعظم کی کمال دسترس پر اس سے بڑھ کر اور کیا سند ہو سکتی ہے۔ کہ ان کا
بیان فرمودہ ہر مسئلہ حدیثِ نبوی کے موافق اور ہر حکم سنتِ رسول کے مطابق ہے۔ آج تک کوئی یہ ثابت نہیں کر سکا کہ
امام اعظم کا بیان کردہ فلاں مسئلہ حکم حدیث کے خلاف تھا۔ علامہ ابن حجر مکیؒ دعویٰ سے کہتے ہیں: "امام صاحب نے کبھی
بھی اپنے مسک کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاشبہ اشارہ مناصی کے دعوت نہیں دی۔"
(از مقدمہ اوجز الممالک وغیرات الحسان)

یقیناً اتنے بڑے کام اور اس قدر بلند مقام کے لائق ایسی ہی شخصیت ہو سکتی ہے جسے منشاء رسالت معلوم کر کے
روایات میں تطبیق اور اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو سند کی قوت و ضعف اور دیگر اصولِ روایت کے اعتبار سے فیصلہ کرنے پر
عمودِ تمام حاصل ہو۔ منشاءِ وحی اور مزاجِ رسالت کو پہچانتا ہو۔ روایات کے تمام طرق پر حادی روایت کے کامل اصولوں پر
محیط اور راویوں کے تمام حالات پر ناقدانہ نظر رکھتا ہو۔

ایک علمی جائزہ اور ضروری تجزیہ | امام عالی مقام کی علمی خوبیوں، علم حدیث میں فضل و توفیق اور مرتبہ علیا، فنِ
روایت و درایت میں ہدایت اور عظمت و امامت، علم فقہ میں فضل و تقدم، فوق العارۃ علم و بصیرت، فہم و فراست
حرام و احتیاط، اخلاص و محبت اور جلالتِ شان معلوم کرنے کیلئے آپ کی درس گاہ، انصابِ تعلیم، شیوخ و اساتذہ،
جلیل القدر تلامذہ اور امت مسلمہ کی شہادت کا ایک علمی جائزہ اور ضروری تجزیہ ایک ناگزیر حقیقت ہے۔

امام صاحب کی درس گاہ | سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کی درس گاہ "کوفہ" تھی جس کے سرپرست حضرت علیؑ اور
صدر مدرس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اہل کوفہ حضرت علیؑ کے
خلیفہ ہونے سے پیشتر بھی علم حدیث رکھتے تھے۔
(منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۳۶)

اہل کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت حذیفہؓ حضرت عمارؓ حضرت ابو موسیٰ
الاشعریؓ جن کو عمر فاروقؓ نے کوفہ بھیجا تھا سے دین و علم اور حدیثِ رسولؐ حاصل کر چکے تھے۔

(منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۳۹)

اہل کوفہ نے کون کون سے علوم حاصل کئے؟ صاحب منہاج السنۃ لکھتے ہیں:

فان اهل الكوفة التي كانت دارا
كانوا قد تعلموا الايمان والقرآن تفسيرا
والفقه والسنة عن ابن مسعود وغيره
قبل ان يقدم على الكوفة -
(منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۴۲)

اہل کوفہ نے جو حضرت علی کا دار الخلافہ تھا
حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے ایمان،
قرآن، تفسیر، فقہ، سنت کا علم حضرت علی
کی کوفہ تشریف آوری سے پہلے ہی حاصل
کر لیا تھا۔

اس لئے تو شارح مسلم شیخ الاسلام امام نوویؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وهي دار الفضل ومحل الفضلاء
كوفه فضيحت كأكبر اور فضلاء کا محل ہے۔
(شرح مسلم ج ۱ ص ۱۵۸)

سفيان بن عيينه (المتوفى ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

خذوا الحلال والحرام عن اهل الكوفة -
(معجم البلدان یا قوت حموی لفظ کوفہ)

حرام اور حلال کے مسائل اہل کوفہ سے حاصل
کرو۔

صرف یہ نہیں بلکہ علامہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ:

"ستر بدری صحابہ اور تین سو بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ کوفہ میں تشریف فرما ہوتے
تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲ طبع مصر)

حضرت قتادہ سے روایت ہے:

نزل الكوفة الف وخمسون رجلاً
من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
اربعة وعشرون من اهل بدر
(فتح القدير جلد ۱ ص ۴۲)

آنحضرتؐ کے صحابہ میں سے ایک ہزار
اور پچاس صحابہ اور ۲۴ بدری صحابہ کوفہ
میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

کوفہ اور علم حدیث | کوفہ علم حدیث کا بھی اچھا خاصہ مرکز تھا۔ محمد بن سیرین (المتوفی ۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

قدمت الكوفة وبها اربعة الاف
يطلبون الحديث -
(تدريب الراوی ص ۲۴۵)

میں کوفہ پہنچا تو وہاں چار ہزار طلبہ حدیث موجود تھے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری (المتوفی ۲۵۶ھ) طلب حدیث کے سلسلہ میں کوفہ اور بغداد

میں بار بار حاضر ہوتے رہے۔ خود فرماتے ہیں :

لا احدى كمر دخلت الى الكوفة
وبغداد مع المحدثين -

میں یہ نہیں گن سکتا کہ میں محدثین کے ساتھ
کوفہ و بغداد میں کتنی مرتبہ گیا۔

(مقاریہ نفع الباری ج ۲ ص ۴۹)

جہاں ایک ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ورود مسعود ہوا ہو جہاں ایک ہی وقت میں چار ہزار طالب علم
ہوں جہاں سے امام بخاریؒ اپنی علمی پیاس بجھاتے ہوں۔ کس قدر ظلم اور نا انصافی کی بات ہے کہ وہاں کے اکابر، مشائخ،
استاذ اور مدرسین و استفیدیہ کے خلاف صرف امام اعظم ابو حنیفہؒ اور آپ کے متبعین کی عداوت کے پردہ میں
خاص قوت صرف کر کے یہ مہم چلائی جائے کہ اہل کوفہ کو حدیث کا علم ہی نہ تھا۔

جابر جعفی | یہ بھی کوئی انصاف کی نظر ہے کہ کوفہ کے سینکڑوں محدثین سے تو آنکھیں چنہیا جائیں اور
صرف جابر جعفیؒ کو کذاب پرچم جائیں۔ کس قدر نڈر ہیں جو کہتے ہیں "اگر شمع نہ ہوتی تو سورج کی روشنی بھی نہ ہوتی"۔ اگر
"جابر جعفی نہ ہوتا تو کوفہ واسے علم حدیث ہی سے تہی دست ہوتے۔

بو العجبی اور وہ بھی اس حد تک کہ دنیا کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ اہل کوفہ کی حدیث دانی کا سرمایہ حیات
ہی "جابر جعفی" ہیں۔ انا للہ۔۔۔

یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو۔ | گم بہ خیال بھی کرنا چاہئے کہ کہیں مسئلہ رفع یدین آئین بالجہر اور
فوق الصدر وغیرہ میں سفیان ثوری اور ایسے ہی دیگر محدثین کوئی نہ ہوں۔ اگر کوئی ہونا جرم ہے اور اہل کوفہ علم حدیث
سے عاری ہیں تو پھر امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن معین، امام عبد اللہ بن مبارک، امام وکیع بن الجراح، امام بیہق
بن سعد اور امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ سب کی نقل روایت کا انکار لازم آتا ہے اور کسی کی نقل بھی صحیح نہیں قرار دی
جاسکتی۔

کیا کوئی جواب بن پڑے گا، جب پوچھا جائے کہ ان بزرگوں کی نقل بھی صحیح نہیں تو پھر محدثین میں نقل کس کی
صحیح ہے۔ ع۔۔۔ یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو۔

محدثین کوفہ کا بلند علمی مقام | اسماء الرجال کی کتب، تاریخ خطیب طبقات سبکی، تذکرۃ الحفاظ،
معرفۃ علوم الحدیث، تہذیب التہذیب، اور البدایہ والنہایہ میں کوفہ کے محدثین کی تعداد سینکڑوں سے بھی متجاوز
ہے۔ صرف تذکرۃ الحفاظ جلد اول ہی کو لے لیجئے جس میں علامہ ذہبی نے "الکوفی" یا "نزيل الكوفة" کے لقب
سے ۲۵۶ تک کے ۹۷ محدثین کا تذکرہ کیا ہے جو حفاظ حدیث ہیں اور جن کے نام کے ساتھ "القدرہ"
"الامام المحدث" اور بعض کے نام کے ساتھ "الحافظ" "الحجہ" "الثقة" اور کسی کے نام کے ساتھ "شیخ الاسلام"

”محدث الکوفہ“ جیسے توصیفی کلمات لگا کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کیا ہے جن میں امام ابوحنیفہؒ اور قاضی ابویوسفؒ کا تذکرہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوفہ کے محدثین اور ان کے بلند علمی مقام سے متاثر ہو کر علامہ ترمذیؒ نے بھی اکثر جگہ اہل کوفہ کے مذہب کا ذکر کیا ہے۔

کوفہ ابوحنیفہؒ کا مولد ہے۔ | یہی کوفہ امام اعظمؒ امام ابوحنیفہؒ کا مولد اور اولین درس گاہ ہے۔ جہاں سے

بہمیشہ علوم نبوت کی نشر و اشاعت ہوئی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں۔ | امام ابوحنیفہؒ نے اپنے زمانہ میں کوفہ کا کوئی صحابیؓ اور تابعی ایسا نہیں چھوڑا جس

سے ملاقات اور کسب فیض نہ کیا ہو۔ علامہ خوارزمیؒ فرماتے ہیں :

التفق العلماء علی انه ردی عن
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لکنهم اختلفوا فی عددہم۔
علامہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام صاحب
نے صحابہؓ سے روایات نقل کی ہیں لیکن اسکی
تعداد میں اختلاف ہے۔

(تنسیق النظام منہ)

عبداللہ بن مبارک اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں :

کفی نعمان فخرنا رواہ
من الاخبار عن عنبر اصحابہ

صحابہؓ سے شرف روایت یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔ مگر جاننے ہوئے بھی نہ ماننے والوں کو
کس طرح منراہا جانے۔ جب ان کی نگاہوں میں امام ابوحنیفہؒ کا ستم شرفِ تابعیت بھی کوئی وقعت نہ رکھتا ہو۔
تابعی کی تعریف | حالانکہ امام صاحب کی تابعیت قطعی اور یقینی ہے۔ صاحب ”نخبۃ الفکر“ لکھتے ہیں :
التابعی هو من لقی الصحابی۔ تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو۔

حافظ ابن حجر مکیؒ نے اس تعریف کو اکثر محدثین کا مسلک قرار دیا ہے۔ (خیرات الحسان)

شیخ ابوالحسنؒ نے حافظ ابن حجر کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا :

”یہی تعریف معتبر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں اس جانب اشارہ کیا ہے :
”طوبی لمن رافی وامن فی طوبی رافی من رافی۔“ میں کہتا ہوں اس حدیث کی رو سے امام ابوحنیفہؒ تابعین
کے رشتہ سے منسلک ہیں۔ (اس کے بعد فرماتے ہیں) جن لوگوں نے امام صاحب کے تابعی ہونے کا انکار

کیا ہے وہ متعصب اور کم فہم ہیں۔“ (نہجۃ الخواطر)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں :

ادریک الامام ابی حنیفہ جماعۃ من الصحابہ
امام صاحب نے صحابہؓ کی ایک جماعت

لأنه ولد بالكوفة سنة ثمانين
من الهجرة ربحا يومئذ من الصحابة
عبد الله بن أبي ادنى فإنه مات
بعد ذلك بالاتفاق وبالبصرة
يومئذ النس بن مالك ومات
سنة تحين فهو بهذا الاعتبار
من التابعين -

سے ملاقات کی ہے اور اس وقت کو نہ میں
عبد اللہ بن ابی ادنیٰ موجود تھے۔ اس لئے کہ
بالاتفاق ان کا انتقال شہ ۹۰ء کے بعد ہوا ہے
اور بصرہ میں اس وقت حضرت انسؓ موجود
تھے اور ان کا انتقال شہ ۹۰ء میں یا اس کے
بعد ہوا ہے۔ اس وجہ سے امام صاحب
تابعین میں سے ہیں۔

(تنسيق النظام ص ۱)

بلکہ علامہ ابن حجر مکیؒ تو شرح مشکوٰۃ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ :
ادرك الامام الاعظم ثمانية من الصحابة امام صاحب نے آٹھ صحابہؓ سے ملاقات
کی ہے۔ (تنسيق النظام ص ۱)

حافظ المزني صاحب کو سنئے۔ فرماتے ہیں :

"امام صاحب کی ملاقات ۲، صحابہؓ سے ہوئی ہے۔ (معجم المصنفين ص ۲۳ جلد ۲)
غرضیکہ ائمہ فن خطیب بغدادی، ابن جوزی، مزنی، یافعی، عراقی، ذہبی، ابن حجر اور علامہ سیوطی وغیرہ
حضرات امام صاحبؒ کی تابعیت پر متفق ہیں۔ (اوستة المجید ص ۴۵)
امام ابو حنیفہؒ کی صحابہؓ سے مرویات ثابت ہیں۔ امام صاحبؒ کیلئے تابعیت یقیناً بہت بڑا شرف
ہے۔ نہ ماننے والوں نے جان کر بھی نہ مانا۔ بھلا صد کا بھی کوئی علاج ہے؟ جن کے دل کدورت سے پاک
ہیں انہوں نے جانتے ہی مان لیا۔ یہاں تک مانا کہ امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد شافعی نے تو امام عظیمؒ
کی صحابہؓ سے مرویات کو بھی ایک مستقل رسالہ میں لکھ دیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی ان تمام روایات کو
اپنے ایک رسالہ "تبیین الصحیفہ" میں جمع کیا ہے۔

شبلی نعمانی سے بھی غلطی ہو گئی۔ | تعجب ہے مشہور عالم دین اور صاحب قلم علامہ مولانا شبلی نعمانیؒ

تاریخ دان بھی امام صاحبؒ کی روایت صحابہؓ پر بڑے کھلے انداز سے نکیر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں :

"تعجب ہے کہ علامہ عینی شارجہ ہدایہ بھی اس غلطی کے حامی ہیں۔۔۔۔۔ صاف بات

یہ ہے کہ امام صاحب نے صحابہؓ سے ایک روایت بھی کی ہوئی تو سب سے پہلے امام صاحب

کے تلامذہ خاص اس کو شہرت دیتے۔ لیکن قاضی ابودیسف، امام محمد، عبد اللہ بن مبارک

ابونعیم وغیرہ کہ امام صاحب کے مشہور اور باخلاص شاگرد تھے اور سچ پوچھتے تو انہی لوگوں نے ان کی نام آوری کے سکے بھٹائے ہیں ایک حرف بھی اس واقعہ کے متعلق منقول نہیں۔
(ملخصاً از سیرت النعمان ص ۳۴)

ذیل کے چند مستند حوالہ جات کی روشنی میں یہ فیصلہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے کہ شبلی نعمانی کی تحقیق اور دعویٰ کی حقیقت کیا ہے :

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ "تبصیر الصنیفہ" کے ص ۷ سے ص ۹ تک تین روایات قاضی ابویوسف (جو ابوحنیفہؒ کے مشہور تلامذہ اور قابل فخر شاگردوں میں سے ہیں اور علامہ شبلی کی دی ہوئی تلامذہ کی فہرست میں بھی موجود ہیں) سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ
سمعت النبی بن مالک یقول
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم۔ الخ
امام ابویوسف۔ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

۲۔ ملا علی قاری علامہ کردی کے حوالہ سے لکھتے ہیں :

واصحابہ اثبتوا بالاسانید الصحاح
الحسان وہم اعرف باحوالہ منہم والثبت
العدل اولی من النافی۔
(شرح مسند الامام القاری ص ۲۹۵)
اور ان کے شاگردوں نے اس بات (صحابہؓ سے روایت امام) کو صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت کیا ہے اور ثبوت روایت نفی سے بہتر ہے۔

مشہور محدث شیخ محمد طاہر سندھی، کرمانی کے حوالے سے لکھتے ہیں :

واصحابہ یقولون انه لقی جماعۃ
من الصحابہ وردی عنہم۔
(الغنی ص ۷)
امام اعظمؒ کے تلامذہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے ملاقات کی ہے اور ان سے سماع بھی کیا ہے۔

اس قدر واضح تاریخی حقائق کے بعد کوئی صاحب عقل و بصیرت بھی اس بدیہی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ امام اعظمؒ کی صحابہؓ سے روایت نقل کرنے والے نیز اس کو شہرت دینے والے ان کے لائق تلامذہ ہی تھے۔

امام صاحب کے شیوخ و اساتذہ | امام صاحب کے اساتذہ و تلامذہ کی تعداد دیگر ائمہ کرام کے اساتذہ و تلامذہ سے زیادہ ہے۔ اساتذہ میں سب سے پہلے حماد کا نام آتا ہے۔ (جو کوفہ کے مشہور امام اور استاد وقت

فقہ حضرت انسؓ اور بڑے بڑے تابعین کے فیضِ صحبت سے مستفید ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فقہ کا مدار آپ ہی سے تھا۔ صحابہ کی خدمت میں امام ابوحنیفہؒ نے رہائش گزاری ہے۔ امام صاحب کو حجاز کی صحبت، ان کی فقہی تربیت اور عمر کی بچگی نے یہ بات ذہن میں پختہ کر دی کہ فقہ کی جہتِ اہل تحقیق، حدیث کی تکمیل کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لئے امام صاحب نے حد درجہ سعی و اہتمام کے ساتھ حدیث کی تحصیل و تکمیل کی طرف توجہ دی اور تقریباً کوفہ (جس کو فاروق عظیم رفع اللہ عنہ) کثیر الاہیان، حجة العرب، یعنی خلیفہ کا علم، ایمان کا خزانہ اور عرب کا سرور اس الاسلام اور اس العرب کہا کرتے تھے) میں کوئی ایسا محدث باقی نہ رہا جس کے سامنے امام صاحب نے زانوئے شاگردی سے نہ کیا ہو، آپ کے مشائخ و اساتذہ کا استقصاء تو دشوار اور ناممکن ہے تاہم صحابہ کرام میں سے انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن ابی ارقیٰ اور دیگر مشیر خ حدیث میں سے ۶۹ (جن میں اکثر تابعی تھے) خاص کوفہ کے رہنے والے تھے۔ پھر شیوخ کوفہ میں بھی خاص طور پر امام شعبی، مسلم بن کھلیل، ابواسحق سمعی، عون بن عبداللہ، سماک بن حرب، عمرو بن مرہ، منصور بن العمر، اعش، ابراہیم بن محمد، عدی بن ثابت الانصاری، عطاء بن اسباب، موسیٰ بن ابی عائشہ، علقمہ بن مرشد جو بہت بڑے محدث اور سند روایت کے مرجع عام تھے زیادہ مشہور ہیں (سیرت النعمان)

امام صاحب کی تحصیل حدیث کی دوسری بڑی درسگاہ "بصرہ" تھی جو حسن بصری، شعبہ اور قتادہ کے فیضِ تعلیم سے الامال تھی۔ آپ نے تکمیل حدیث کیلئے علوم مذہبی کے اصل مرکز حرمین شریفین کا سفر بھی کیا۔ مکہ معظمہ میں، عطاء بن ابی رباح اور ابن عباس کے غلام و شاگرد مکرمہ کا حلقہ درس سب سے زیادہ وسیع اور مستند تھا۔

علامہ ذہبی نے دونوں سے اور علامہ شامی نے درختائیں آپ کے اساتذہ کی تعداد چار ہزار بتائی ہے۔ ایک مرتبہ اصناف اور شوائع میں ملاحظہ ہوا کہ امام شافعیؒ کے ۸۰ اساتذہ شمار میں آئے اور امام صاحب کے چار ہزار (حدائق الحنفیہ ص ۲)

آپ کے شیوخ اور مایہ ناز محدثین اساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ لہذا یہ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ اس قدر اساتذہ کے ہوتے ہوئے بھی آپ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ اہل بصیرت کے ہاں آپ کو صرف سترہ حدیثوں کا حافظ قرار دینا ایک طفلانہ قول کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

ریاست داری کا خون | علی العموم ایک غلط فہمی اور مواظہ یہ جی دیا جاتا ہے کہ آپ کے اساتذہ میں "عبدالکیم" ضعیف ہیں جبکہ عبدالکیم در ہیں۔ دوسرے کا نام عبدالکیم الجزری ہے اور اتفاق سے دونوں بعض مشائخ میں شریک ہیں جبکہ امام بخاری کے شیخ عبدالکیم بن ابی النعمان کے روایات بخاری میں تعلیقاً موجود ہیں۔ اسی طرح ان کے روایات موطا امام مالک میں بھی موجود ہیں۔ امام بخاری اور امام مالک کے اختیار کے بعد

عبدالکیم بن ابی الخوارق کو ضعیف قرار دینا دیناندازی کا ثبوت ہے۔

فقہ اور حدیث | مجلس فقہ اور حدیث میں کچھ زیادہ غائریت نہیں بلکہ تنہا فقہ کا درس تمام چھیروں کا جامع ہے۔ فقہ کیلئے حدیث کی اہمیت ایک ستم امر ہے۔ کیونکہ مجتہد جب الفاظ حدیث پر بحث کرتا ہے تو اس کے ہاں معنی حدیث کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ محدثین کے ہاں صرف الفاظ حدیث ہی مقصود بالذات ہوتے ہیں ایک محدث کیلئے اجتہاد و فقہ شرط نہیں جبکہ ایک فقہ کیلئے قرآن و حدیث پر عبور تمام ضروری ہے۔ صاحب دلیہ فرماتے ہیں :-

ان یکون صاحب حدیث له معرفة
بالتفقه ليعرف معاني الآثار وصاحب
فقہ له معرفة بالحدیث لئلا
یشتغل بالحدیث - (دلیہ کتاب القامی)

مجتہد الیہا صاحب حدیث ہو کہ اس کو فقہ
بھی آتا ہو احادیث کا معنی جان سکے اور
صاحب فقہ کیلئے معرفت حدیث ضروری
ہے۔ تاکہ قیاس میں مبتلا نہ ہو۔

ایک فقہ تمام نصوص سامنے رکھتا ہے اور تنازعات کی نزاکتوں پر بھی اس کی نظر ہوتی ہے۔ تاکہ حدود و
شرعیات میں ذرہ برابر بھی ہال نہ آنے پائے۔ فقہ سے حدیث کا تعلق اور اس کی اہمیت کے پیش نظر امام ترمذی
نے اپنے جامع میں بیان فرمایا ہے :

وكذا قال الفقهاء وهم
اعلم بمعنى الحديث -

فقہاء نے یوں ہی فرمایا ہے کہ وہی حدیث
کے معنی زیادہ جانتے ہیں۔

(ترمذی)

ایک مرتبہ کسی سائل کا جواب نہ دے سکے کی بناء پر محدث انشئ امام ابوحنیفہؒ سے طالب جواب ہوئے
جب امام صاحبؒ نے درست جواب دیا تو انشئ نے پوچھا کہاں سے کہتے ہو۔ امام صاحب نے فرمایا اسی
حدیث سے جو آپ نے ہم سے بیان کی تھی اس پر انشئ نے فرمایا :
یخون العیاد وانتما طباء -
ہم عیال ہیں اور آپ اطباء ہیں۔

اہل عقل و بصیرت اور کچھ بھی دینی شعور رکھنے والے عام مسلمان کے نزدیک بھی فقہ بغیر حدیث کے
اور محدث بغیر حدیث دانی کے ایک ناممکن العمل امر اور غلات و اختراعات ہے جس کو تسلیم کرنا عقل کا فتور اور
ردعانی مرض کی واضح دلیل ہے۔

فقہ حنفی، صحیح حدیث کے موافق ہے۔ | استہدایہ کے متاخرین علماء میں ستم اور مایہ ناز شخصیت حضرت
مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں :-

بریں فقیر ظاہر ساختہ اندک در خلائیات
کلام حق بجانب حنفی است و در خلائیات
فقہی در اکثر مسائل حق بجانب حنفی و در
اقل مترود۔ (مبداء و معاد ص ۳۹)

اس فقیر پر ظاہر ہوا ہے کہ خلائیات علم کلام
میں حق حنفی مسلک کی جانب ہے۔ اور
خلائیات فقہی کے اکثر مسائل میں حق بجانب
حنفی ہے اور بہت کم میں مترود ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :
عَرَفْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ان في المذاهب الحنفية طريقةً أئمةً
هي أوفق الطرق بالسنة المعروفة
التي جمعت ونصبت في زمان البخاري۔

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے
کہ مذہب حنفی میں عمدہ راستہ ہے اور جو
سنت بخاری کے زمانہ میں جمع ہوئی ہے
اس سے زیادہ موافق ہے۔ یعنی صحیح حدیث

(فیوض الحرمین)

ہے۔

گو حوالہ جات مذکورہ کی حیثیت کشف ہی کی ہے۔ مگر جناب نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں :
اگر کشف دو کس باہم متوافق شود
دو بزرگوں کے کشف اگر موافق ہو جائیں

نظن غالب شود۔ (ریاض المتراض ص ۲۱)

تو ظن غالب کا حکم رکھتے ہیں۔

گویا فقہ حنفیہ اور امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے تمام مسائل جہاں ایک طرف عقل کے معیار پر پورے اترتے ہیں
وہاں قرآن و حدیث سے بھی پورے طور پر وابستہ ہیں اور یہ حقیقت تب ہی مانی جاسکتی ہے۔ جب امام صاحب
کی کامل حدیث دانی اور حدیث فقہی کا اعتراف اور اقرار کیا جائے۔ (باقی آئندہ)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

محشی و مدلل

قدیم و جدید مسائل پر مشتمل عظیم الشان اردو فتاویٰ کا یہ علمی ذخیرہ ہمارے ہاں زیر طبع ہے۔
دارالعلوم دیوبند کے مطبعہ نسخہ کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز طباعت
چند ماہ میں مکمل ہو جائے گی۔ کل صفحات تقریباً ساڑھے چار ہزار۔ کاغذ سفید کلینر طباعت
عکسی۔ قیمت دس جلد غیر مجلد -/۳۵۰ روپے۔ مجلد پلاسٹک کور -/۴۰۰ روپے۔ خراجہ ڈاک
خریدار کے ذمہ ہوگا۔ ۲۹ رجب ۱۴۰۰ھ تک ایک سو روپے پیشگی ادا کرنے پر ایک سو روپے
کی رعایت دی جائے گی۔

مکتبہ امدادیہ۔ ٹی۔ بی ہسپتال روڈ۔ ملتان شہر